کتب احادیث میں سیدنا صالح علیہ السلام کے ذاتی و شخصی احوال و وقائع کا تاریخی و تحقیقی مطالعہ

An Exploratory Analysis of the Personal Life and Events of Prophet Saleh (Peace Be Upon Him) as Narrated in the Hadith Literature: A Historical and Investigative Approach

Dr. Moazzam Nawaz Virk
Assistant Professor, Govt. Graduate College Civil Lines, Sheikhupura:
moazzamnawaz65@gmail.com

Abstract:
This study explores the life of Prophet Saleh (Peace Be Upon Him) through an exploratory analysis of Hadith literature, uncovering the personal and private aspects of his life, events, and experiences. By employing a historical and investigative approach, this research aims to provide a comprehensive understanding of Prophet Saleh's biography, examining the authenticity and reliability of Hadith narratives. The study sheds light on the prophet's character, teachings, and interactions, offering insights into his role as a messenger of Allah and his significance in Islamic history.
Keywords: *Prophet Saleh (PBUH), Hadith Literature, Personal life and events, Hadith analysis, Islamic History*

تعارف

ثمود ایک مشہور قبیلے کا نام ہے۔ یہ جدلیس کے بھائی ثمود کی نسل ہیں۔ یہ دونوں عاثر کے بیٹے تھے جو ارم کا بیٹا تھا اور ارم، نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کا بیٹا تھا۔

سیدنا صالح علیہ السلام اور ثمود کا نسب نامہ:

علمائے انساب قوم ثمود کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کے نسب نامہ میں مختلف نظر آتے ہیں۔ مشہور حافظ حدیث امام بغویؒ نے آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے:

"صالح بن عبید بن آسف بن ماشج بن عبید بن جارود بن ثمود"

اور وہب بن منبہ مشہور تابعی اس طرح نقل کرتے ہیں:

"صالح بن عبید بن جابر بن ثمود"

قوم ثمود اپنے جد اعلیٰ ثمود بن عاصر کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوئی۔[1] اگرچہ بغوی زمانہ کے اعتبار سے وہب سے بہت بعد میں ہیں اور وہب تورات کے بہت بڑے عالم بھی ہیں، تاہم حضرت صالح علیہ السلام سے ثمود تک نسب کی جو کڑیاں بغوی نے جوڑی ہیں علماء انساب کے نزدیک وہی تاریخی حیثیت سے راجح اور قرینِ صواب ہیں۔[2]

یہ قدیم دور کی خالص عربی قوم سے تھے۔ ان کی رہائش تبوک اور حجاز کے درمیان حجر کے مقام پر تھی جسے مدائن صالح بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ خلیج عقبہ کے مشرق میں واقع شہر مدین کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ قوم ثمود کے مکانات اس علاقے میں پہاڑوں میں کھدے ہوئے صاف نظر آتے ہیں۔

حجر میں حجاز اور شام کے درمیان وادی قریٰ تک جو میدان ہے یہ قوم ثمود کا مسکن تھا۔ قرآن نے انہیں اصحاب الحجر کہا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾[3]

"اور حجر والوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے روگردان ہی رہے۔"

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تبوک جاتے وقت اس مقام سے گزرے تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ مقام حجر میں ثمود کے (ویران) گھروں کے قریب فروکش ہوئے، لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی لے لیا جو ثمود کے زیر استعمال رہے تھے، انہوں نے (اس پانی سے) آٹا گوندھ لیا اور دیگیں چڑھا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو دیگیں الٹ دی گئیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہو کر اس کنویں کے پاس جا ٹھہرے جہاں سے اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کے (ویران) گھروں میں داخل ہونے سے منع فرمایا جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا

---

[1] ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء، تفسیر سورہ اعراف

Ibn Kathir, Imad al-Din. Tafsir Ibn Kathir. Dar al-Ihya' al-Turath al-'Arabi, Beirut, Lebanon, 1985. Tafsir Surat al-A'raf

[2] سیوہاروی، محمد حفظ الرحمٰن، مولانا، قصص القرآن، المیزان، کریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص:۸۹

Siyoharwi, Muhammad Hafizur Rahman, Maulana. Qasas al-Quran. Al-Mizan, Karim Market, Urdu Bazar, Lahore, 2011, p. 89.

[3] الحجر ۱۵: ۸۰۔۸۱

Al-Hijr 15:80-81

اور فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بھی ویسا عذاب نہ آجائے جیسا اُن پر آیا تھا۔ اس لیے ان کے علاقے میں داخل نہ ہوا کرو۔[4]

نقد حدیث: صحیح

محقق شعیب ارنؤوط نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے اور شرط شیخین کے مطابق ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام حجر میں ارشاد فرمایا: ان عذاب یافتہ لوگوں کے علاقے میں (داخل ہونا پڑے تو) صرف روتے ہوئے ہوا گزرا کرو، اگر رونا نہ آئے تو ان کے علاقے میں داخل نہ ہونا، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر نازل ہوا تھا۔[5]

نقد حدیث: حسن

شیخ البانی نے اس کو حسن کہا ہے۔

ان کا زمانہ قوم عاد کے بعد کا ہے اور ثمود کی طرح بت پرست تھے۔ یہ زمین بڑی سرسبز و شاداب اور باغات اور چشموں پر مشتمل تھی، اور انہوں نے بہترین مکانات اور خوشنما محلات بناتے تھے۔ صالح علیہ السلام ان سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا﴾[6]

---

[4] ابن حنبل، احمد، ابو عبد اللہ، مسند احمد، بیت الافکار، عمان، اردن، ۲۰۰۴ء، ج ۲، ص ۱۱۷

Ibn Hanbal, Ahmad, Abu Abd Allah. Musnad Ahmad. Bayt al-Afkar, Amman, Jordan, 2004, vol. 2, p. 117.

[5] مسند احمد، ج ۲، ص ۱۱۴، صحیح البخاری، الصلاۃ، باب الصلاۃ فی مواضع الخسف، حدیث: ۴۳۳، قشیری، ابو الحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب النھی عن الدخول علی الحجر، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۰۸ء، حدیث: ۲۹۸۰

Musnad Ahmad, vol. 2, p. 114, Sahih al-Bukhari, "Al-Salah", "Bab al-Salah fi Mawadi' al-Khasf", hadith 433, Qushayri, Abu al-Husayn, Muslim ibn al-Hajjaj, Sahih Muslim, "Kitab al-Zuhd", "Bab al-Nahi 'an al-Dukhul 'ala al-Hijr", Dar al-Kitab al-'Arabi, Beirut, Lebanon, 2008, hadith 2980

[6] الاعراف ۷: ۷۴

"اور یاد کرو جب اس نے تم کو عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا کہ نرم زمین سے (مٹی لے لے کر) محل تعمیر کرتے ہو۔"

ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات اور آثار آج تک موجود ہیں۔ قدیم و جدید محققین و مؤرخین نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ چوتھی صدی ہجری کا مؤرخ مسعودی لکھتا ہے:

"ومنهم باقية و آثارهم بادية في طريق من ورد من الشام"[7]

"جو شخص شام سے حجاز کو آتا ہے اس کی راہ میں، ان کے مٹے نشان اور بوسیدہ کھنڈرات پڑتے ہیں۔"

سید مودودی کے بقول: اس قوم کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی الحجر کے نام سے موسوم ہے۔ موجودہ زمانہ میں مدینہ اور تبوک کے درمیان حجاز ریلوے اسٹیشن پڑتا ہے جسے مدائن صالح کہتے ہیں، یہی ثمود کا صدر مقام تھا اور قدیم زمانہ میں حجر کہلاتا تھا۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ کے رقبے میں وہ سنگین عمارتیں موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں سے تراش تراش کر بنایا تھا۔ اور اس شہر خموشاں کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کسی وقت اس شہر کی آبادی چار پانچ لاکھ سے کم نہ ہو گی۔ نزول قرآن کے زمانے میں حجاز کے تجارتی قافلے ان آثار قدیمہ کے درمیان سے گزرا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر جب ادھر سے گزرے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ آثارِ عبرت دکھائے اور وہ سبق دیا جو آثار قدیمہ سے ہر صاحب بصیرت انسان کو حاصل کرنا چاہیے۔ ایک جگہ آپ ﷺ نے ایک کنویں کی نشاندھی کر کے بتایا کہ یہی کنواں ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ صرف اسی کنویں سے پانی لینا، باقی کنوؤں کا پانی نہ پینا۔ ایک پہاڑی درے کو دکھا کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی درے سے وہ اونٹنی پانی پینے کے لیے آتی تھی۔ چنانچہ وہ مقام آج بھی فج الناقہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے کھنڈروں میں جو مسلمان سیر کرتے پھر رہے تھے ان کو آپ ﷺ نے جمع کیا اور ان کے سامنے ایک خطبہ دیا جس میں ثمود کے انجام پر عبرت دلائی اور فرمایا کہ یہ اس قوم کا علاقہ ہے جس پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔ لہٰذا یہاں سے جلدی گزر جاؤ۔ یہ سیر گاہ نہیں ہے، بلکہ رونے کا مقام ہے۔[8]

Al-A'raf 7:74

[7] المسعودی، ابو حسن بن حسین بن علی، تاریخ مسعودی، مکتبہ دانش دیوبند، انڈیا، س ن، ۳ / ۱۳۹

Al-Mas'udi, Abu al-Hasan bin Husayn bin Ali. Tarikh al-Mas'udi. Maktabah Da'wah Deoband, India, n.d., vol. 3, p. 139.

[8] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۵ء، ج ۲، ص ۴۸

وہ مزید لکھتے ہیں:

"میرا اندازہ ہے کہ پہاڑ تراش کر ان کے اندر عمارتیں بنانے کا فن ثمود سے شروع ہوا۔ اس کے ہزاروں سال بعد نبطیوں نے دوسری اور پہلی صدی مسیح میں اسے عروج پر پہنچایا اور پھر ایلورامیں یہ فن اپنے کمال کو پہنچ گیا۔"[9]

ثمود کا مذہب:

اہل ثمود کا مذہب بت پرستی تھا۔ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے ساتھ شرکاء بنا رکھے تھے۔ جن کی پوجا سے سارے معاملات طے کرتے تھے، ثمود کے کلچر کی بنیاد مشرکانہ تھی۔ لہٰذا ان کی ساری سرگرمیوں میں اللہ رب العزت کی کوئی جگہ نہ تھی، انہوں نے حق سے دور ہونے کی وجہ سے فساد اور بغاوت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے بغاوت کا رویہ اختیار کر لیا تھا۔ ان کے کلچر کا اظہار ان کی شاندار عمارات اور سنگ تراشی کے کمال میں تھا۔ صالح علیہ السلام نے اپنی دعوت میں ان کے مشرکانہ عقائد کے علاوہ ان مظاہر کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بالا تر سمجھتے تھے۔ توحید کی طرف بلاتے ہوئے صالح علیہ السلام نے ان کی توجہ ان امور کی طرف بھی دلائی ہے جنہیں وہ اپنے مشرکانہ رویوں کی وجہ سے نظر انداز کرتے تھے۔[10]

سیدنا صالح علیہ السلام کی دعوت اور سرداران قوم کا رویہ:

سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم کو اس بات کی دعوت دی کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کریں۔ بتوں سے کنارہ کشی کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں۔ کچھ لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر نے کفر کیا اور زبان و عمل سے انہیں اذیت دی۔ انہیں شہید کرنے کا پروگرام بنایا اور اس اونٹنی کو قتل کر دیا جسے اللہ تعالیٰ نے انہیں شدید گرفت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا تذکرہ سورۃ اعراف میں یوں کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[9] ایضاً، ج۳، ص ۵۲۳

Abid, vol. 3, p. 523.

[10] خالد علوی، ڈاکٹر، پیغمبرانہ منہاج دعوت، مطبوعہ الفیصل، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۸۵

Khalid Alwi, Dr. Payghambarana Minhaj-e-Da'wat. Al-Faisal Publications, Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, 2005, p. 85.

﴿وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾[11]

"اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ صالح نے کہا کہ اے میرے قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔"

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کر دی۔ فرمایا:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ﴾[12]

"ثمود نے بھی ہدایت کرنے والوں کو جھٹلایا اور کہا کہ بھلا ایک آدمی جو ہم ہی میں سے ہے ہم اس کی پیروی کریں؟ یوں تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے۔"

قوم ثمود کی طرف سے معجزے کا مطالبہ اور اس کی بے حرمتی:

سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم کو دعوت حق دی لیکن وہ انکار پر ہی مصر رہے۔ بلکہ آپ کو جادوزدہ کہا اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو کوئی معجزہ یا نشانی پیش کریں۔

سورۃ قمر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ﴾[13]

"اے صالح! ہم نے ان کی آزمائش کے لیے اونٹنی بھیجنے والے ہیں سو تم ان کو دیکھتے رہو اور صبر کرو اور ان کو آگاہ کر دو کہ ان میں پانی کی باری مقرر کر دی گئی ہے، ہر بارے والے کو اپنی باری پر آنا چاہیے۔"

آپ نے ان سے پختہ عہد و پیمان لے لیا۔ تب آپ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان لوگوں کا مطالبہ پورا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ چٹان پھٹ گئی اور اس میں سے ایک بہت بڑی حاملہ اونٹنی نکلی جس میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو مطالبہ کرنے والوں نے بیان کی تھیں۔ جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے معجزہ ظاہر ہوتے دیکھ لیا تو انہیں اس کی عظمت کا احساس ہوا اور وہ مرعوب ہو گئے۔

---

[11] الاعراف ۷ : ۷۳

Al-A'raf 7:73

[12] القمر ۵۴ : ۲۳ ـ ۲۴

Al-Qamar 54:23-24

[13] ایضاً، ۲۷ـ۲۸

Abid, p.27-28.

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک واضح نشانی اور حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کا ناقابل تردید ثبوت تھا۔ چنانچہ قوم کے کچھ لوگ آیمان لے آئے لیکن اکثر لوگ کفر و ضلالت اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَظَلَمُوا بِهَا یعنی اس کا انکار کیا۔ اس کو دیکھ کر حق کی پیروی نہیں کی۔ اس سے مراد ان کی اکثریت کا عمل ہے۔

وہ اونٹنی ان میں موجود رہی۔ ان کے علاقے میں جہاں سے چاہتی چرتی اور جب کنویں پر پانی پینے جاتی تو کنویں کا سارا پانی پی لیتی۔ چنانچہ لوگ اپنی باری والے دن اگلے دن کے لیے بھی پانی بھر لیتے تھے۔ وہ لوگ اس کا دودھ پیتے اور وہ سب کے لیے کافی ہو جاتا۔ اس لیے آپ نے فرمایا: (ایک دن) اس کے پینے کی باری ہے اور ایک معین روز تمہاری باری۔

معجزے کی بے حرمتی:

ایک عرصہ یہ معاملہ یوں ہی چلتا رہا۔ آخر ان کے سردار جمع ہوئے اور مشورہ کے بعد متفقہ فیصلہ کیا کہ اونٹنی کو قتل کر دیں تاکہ اس سے جان چھوٹے اور انہیں سارا پانی مل جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا﴾[14]

"اور ہم نے ثمود کو اونٹنی نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا۔"

جس شخص نے اونٹنی کو قتل کرنے کی ذمہ داری اٹھائی، اس کا نام قدار بن سالف بن جندع تھا۔ وہ سرخ فام اور نیلی آنکھوں والا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اور دیگر مفسرین کا بیان ہے کہ قوم ثمود میں دو عورتیں تھیں۔ ایک کا نام صدوق بنت محیا بن زُہیر بن مختار تھا، جو مالدار اور اونچے خاندان کی عورت تھی۔ اس نے قبیلہ اسلم کے ایک آدمی سے نکاح کیا لیکن پھر

---

[14] الاسراء ۱۷ : ۵۹

Al-Isra' 17:59

طلاق لے لی۔ اس نے اپنے چچازاد مصدع بن مہرج بن محیا کو بلا کر کہا: اگر تم اونٹنی کو قتل کر دو تو میں تم سے شادی کر لوں گی۔

دوسری عورت کا نام عُنَیزہ تھا جو غنم بن مجلز کی بیٹی تھی۔ اس کی کنیت ام غَنَم تھی۔ یہ ایک کافرہ بڑھیا تھی۔ اس کا خاوند ذواب بن عمرو تھا۔ اس عورت نے قدار بن سالف سے کہا: یہ میری چار بیٹیاں ہیں اگر تم اونٹنی کو قتل کر دو تو جس لڑکی سے چاہو گے شادی کر دوں گی۔

چنانچہ یہ دونوں جوان اس کام کے لیے کمربستہ ہو گئے اور قوم کے اور افراد کو بھی ترغیب دی۔ یوں مزید سات افراد ان کے ساتھ آملے اور یہ کل نو افراد ہو گئے۔ درج ذیل آیت مبارکہ میں انہی کا ذکر ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ﴾[15]

”اور شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے۔“

انہوں نے باقی قبیلے کو بھی ملانے کی کوشش کی تو لوگوں نے تائید کی۔ وہ اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے گھات میں بیٹھ گئے۔ جب وہ پانی پی کر واپس آئی تو مصدع نے جو چھپ کر بیٹھا ہوا تھا اس پر تیر چلا دیا جو اس کی پنڈلی کی ہڈی میں پیوست ہو گیا۔ عنیزہ اور اس کی بیٹیاں بھی قدار کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے آ گئیں اور انہیں جوش دلانے کے لیے اپنے چہروں سے نقاب الٹ دیے۔

قدار بن سالف نے جلدی سے اونٹنی پر تلوار سے حملہ کیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں، وہ زمین پر گر پڑی اور زور سے آواز نکالی جس سے اس کا بچہ چوکنا ہو گیا اور دور پہاڑ پر چلا گیا اور تین بار بلبلایا۔ قدار نے اونٹنی کے گلے پر نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔[16]

---

[15] النمل ۲۷: ۴۸

Al-Naml 27:48

[16] تفسیر ابن کثیر، ج۳، ص۳۹۶

Tafsir Ibn Kathir, vol. 3, p. 396.

حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران میں اونٹنی کا اور اسے قتل کرنے والے کا ذکر کیا اور فرمایا: اسے قتل کرنے کے لیے ایک خبیث شریر سردار اٹھا، جس کی بات مانی جاتی تھی جیسے (قریش میں) ابوزمعہ ہے۔[17]

نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ بدبخت کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دو شخص ہیں، ایک تو ثمود کا سرخ فام آدمی جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا اور ایک وہ جو تجھے اے علی! اس جگہ (یعنی سر پر) ضرب لگائے گا جس سے یہ (یعنی داڑھی) تر ہو جائے گی۔[18]

نقد حدیث: حسن لغیرہ

محقق شعیب ارنؤوط نے اس کو حسن لغیرہ کہا ہے۔

اونٹنی کو قتل کر کے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

﴿تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ﴾[19]

"اپنے گھروں میں تین دن اور فائدہ اٹھالو۔"

---

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ (والشمس وضحھا)، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، س ن حدیث: ۴۹۴۲

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah. Sahih al-Bukhari. Kitab al-Tafsir. Bab Surat (Wa al-Shams wa Duha). Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, Lebanon, n.d.

[18] مسند احمد، ج ۴، ص ۲۶۳

Musnad Ahmad, vol. 4, p. 263.

[19] ھود ۱۱: ۶۵

Hud 11:65

انہوں نے مؤکد وعید پر بھی اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شام ہوئی تو انہوں نے پروگرام بنایا کہ حضرت صالح علیہ السلام کو بھی شہید کر دیا جائے۔ چنانچہ سب قسمیں کھا کر کہنے لگے:

﴿لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ﴾[20]

"عہد کرو کہ ہم رات کو اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے۔"

قوم ثمود پر نزول عذاب اور صالح علیہ السلام کا اظہار افسوس:

﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾[21]

"سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہے؟ ہم نے اُن پر ایک ہولناک چیخ بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے باڑ والے کی سوکھی اور ٹوٹی ہوئی باڑ۔ اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟"

جن افراد نے حضرت صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کی سازش تیار کی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی قوم سے پہلے ہی عذاب نازل فرما دیا اور ان پر پتھر برسا کر کچل ڈالا اور تباہ کر دیا۔ جب مہلت کا پہلا دن یعنی جمعرات کا دن آیا تو ان کے چہرے زرد ہو گئے جیسے صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا، شام ہوئی تو انہوں نے کہا: مہلت کا ایک دن تو گزر گیا ہے۔ جب دوسرے دن یعنی جمعہ کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سرخ ہو گئے۔ شام ہوئی تو انہوں نے کہا: مہلت کے دو دن گزر گئے۔ جب مہلت کا تیسرا دن آیا یعنی ہفتے کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ شام ہوئی تو انہوں نے کہا: (صالح کی کہی ہوئی) مہلت تو ختم ہو گئی۔ جب اتوار کی صبح ہوئی تو انہوں نے خوشبو لگائی اور تیار ہو کر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں کون سا عذاب آتا ہے انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے اور ان پر کس طرف سے عذاب آنے والا ہے۔

جب سورج طلوع ہوا تو آسمان سے ایک شدید آواز آئی اور نیچے سے زلزلہ آ گیا۔ چنانچہ تمام افراد کی روحیں پرواز کر گئیں۔ وہ مر کر بے حس و حرکت اور خاموش ہو گئے۔ وہ اپنے گھروں میں جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے بیٹھے بے جان اجسام میں تبدیل ہو گئے اور حرکت بھی نہ کر سکے۔

---

[20] النمل ۲۷: ۴۹

Al-Naml 27:49

[21] القمر ۵۴: ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲

Al-Qamar 54:30-32

ان میں سے ایک لونڈی زندہ بچ گئی تھی جو چلنے پھرنے سے معذور تھی اس کا نام کلبہ بنت سلق تھا اور اسے ذربعہ بھی کہتے تھے۔ وہ پکی کافرہ تھی اور صالح علیہ السلام کی سخت دشمن تھی، جب اس نے عذاب دیکھا تو اسے چلنے کی طاقت مل گئی، چنانچہ تیزی سے بھاگی حتی کہ عربوں کے ایک قبیلے کے پاس جا پہنچی۔ اس نے تمام چشم دید واقعہ سنایا اور قوم پر آنے والے عذاب کی خبر دی۔ پھر پانی مانگا۔ جب اس نے پانی پیا تو وہ بھی مر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا﴾[22]

"یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ کبھی یہاں بسے اور آباد ہی نہیں ہوئے۔"

حضرت صالح علیہ السلام کا اظہارِ افسوس:

صالح علیہ السلام نے قوم کے ہلاک ہو جانے کے بعد قوم سے مخاطب ہو کر (بطور افسوس و حسرت) یہ فرمایا:

﴿يَاقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾[23]

"میری قوم! میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچایا تھا اور تمہارا بھلا چاہا تھا۔"

میں نے ہر ممکن طریقے سے تمہیں راہ ہدایت پر لانے کی پوری کوشش کی۔ اپنے قول، عمل اور نیت سے اس کا انتہائی خواہش مند تھا۔

﴿وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ﴾[24]

"لیکن تم لوگ نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔"

یعنی تمہاری فطرت نہ حق کی طالب تھی اور نہ اسے قبول کرتی تھی۔ اس لیے تم اس دردناک عذاب کا شکار ہو گئے جس میں تم ابد تک مبتلا رہو گے۔ اب میں تمہیں کسی طرح بھی اس عذاب سے چھڑا نہیں سکتا۔ میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا، یعنی تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی۔

---

[22] ھود ۱۱ : ۶۸

Hud 11:68

[23] الاعراف ۷: ۷۹

Al-A'raf 7:79

[24] ایضاً

Abiḍ

بدر کے کنویں میں جن مقتول کافروں کو پھینکا گیا، اللہ کے نبی ﷺ نے تین دن بعد ان سے بھی اسی طرح خطاب فرمایا تھا، رات کے آخری حصے میں آپ ﷺ نے اسلامی لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا اور خود سواری پر تشریف فرما ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے کنویں والو! تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے پورا ہوتے دیکھ لیا؟ مجھ سے میرے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا میں نے تو اسے پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔

آپ ﷺ نے اس موقع پر ان لاشوں کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا: تم اپنے نبی کے لیے اس کا برا خاندان ثابت ہوئے۔ تم نے اس وقت مجھے جھوٹا کہا، جب لوگوں نے مجھے سچا جانا۔ تم نے مجھے اس وقت نکالا جب لوگوں نے مجھے جگہ دی۔ تم نے اس وقت مجھ سے لڑائی کی جب لوگوں نے میر مدد کی۔ تم اپنے نبی کے لیے نبی کا برا خاندان ثابت ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ان لوگوں سے مخاطب ہیں جو مر دار ہو چکے؟

نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔[25]

نقد حدیث: صحیح

شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت صالح علیہ السلام حرم شریف میں تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔

ابورغال کا واقعہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا: معجزات کا مطالبہ نہ کرو، صالح علیہ السلام کی قوم نے مطالبہ کیا تھا تو وہ (اونٹنی کی صورت میں) ظاہر ہو گیا۔ وہ اس راہ سے پانی پینے آتی تھی اور اس راستے سے واپس جاتی تھی۔ انہوں نے اپنے رب کا حکم نہ مانتے ہوئے سرکشی کی اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ ایک دن وہ پانی پیتی تھی اور دوسرے دن وہ اس کا دودھ پیتے تھے۔ جب انہوں نے اسے مار ڈالا تو ان پر ایسی سخت چیخ کا عذاب آیا جس سے تمام لوگ ہلاک ہو گئے، صرف ایک آدمی بچا جو (اس وقت) حرم کی سرزمین میں تھا۔ صحابہ نے

---

[25] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، حدیث:۱۳۷۰
Sahih al-Bukhari, Kitab al-Jana'iz, Bab ma ja'a fi 'adhab al-qabr, Hadith 1370

عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون تھا؟ فرمایا: وہ ابو رغال تھا۔ جب وہ حرم کی حدود سے نکلا تو وہ بھی اسی عذاب کی لپیٹ میں آگیا جو اس کی قوم پر آیا تھا۔[26]

نقد حدیث: صحیح

محقق شعیب ارنؤوط نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی ہے اور شرط مسلم پر ہے اور سوائے عبد اللہ بن عثمان کے اس کے رجال ثقہ ہیں اور شیخین کے رجال ہیں۔

نتیجہ بحث

"ناقۃ اللہ" اگرچہ صالح علیہ السلام کی صداقت رسالت کا ایک نشانی تھی تاہم قرآن عزیز کی تصریح ہے کہ وہ ثمود کے لیے آزمائش اور ابتلاء اور نتیجہ و ثمرہ میں ان کی ہلاکت کا نشان ثابت ہوئی۔

سنت اللہ یہ رہی ہے کہ اگر وہ اپنے پیغمبر کو کسی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجے اور قوم اس کی ہدایت پر کان نہ دھرے تو ضروری نہیں کہ وہ قوم ہلاک ہی کر دی جائے، لیکن جو قوم اپنے نبی سے اس وعدہ پر نشان طلب کرے کہ اگر ان کا مطلوبہ نشان ظاہر ہو گیا تو وہ ضروری ایمان لے آئیں گے اور پھر وہ ایمان نہ لائے تو اس قوم کی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرتا تا آنکہ وہ تائب ہو جائے اور اللہ کے دین کو قبول کر لے اور یا عذاب الٰہی سے صفحہ ہستی سے مٹ کر دوسروں کے لیے عبرت کا سبب بن جائے۔

مگر سنت اللہ سے رسول اکرم ﷺ کا پیغام رسالت مستثنیٰ ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے تصریح فرمائی ہے کہ میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ میری امت میں عذاب عام مسلط نہ فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔ اور قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس تصریح کی یہ کہہ کر تصدیق بھی فرما دی...

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾[27]

---

[26] مسند احمد، ج۳، ص۲۹۶

Musnad Ahmad, vol. 3, p. 296

[27] الانفال ۸ : ۳۳

Al-Anfal 8:33

"اے رسول! اس حال میں کہ تو ان میں موجود ہے اللہ تعالیٰ (ان کافروں) پر عام عذاب مسلط نہ کرے گا۔"[28]

یہ مہلک غلطی اور نفس کا دھوکہ ہے کہ انسان، خوش عیشی، رفاہت اور دنیوی جاہ و جلال کو دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھے کہ جس قوم یا جس فرد کے پاس یہ سب کچھ موجود ہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہے اور یہ کہ ان کی یہ خوش عیشی اس کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ان کے ساتھ ہے۔

یہ دھوکہ اور غلطی اس لیے ہے کہ اس واقعہ میں جگہ جگہ یہ تصریح موجود ہے کہ بعض مرتبہ زیادہ سے زیادہ رفاہیت اور خوش عیشی زیادہ سے زیادہ عذاب و ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے، اگرچہ قوموں کے لیے اس کی مدت چند ماہ یا چند سال نہیں بلکہ گھبرا دینے والی مدت ہی کیوں نہ ہو مگر ہمہ قسم کی دنیوی کامرانیوں اور خوش عیشیوں کے ساتھ ساتھ جب ظلم، سرکشی اور غرور کسی قوم کا مستقل شعار بن جائے تو سمجھو اس کی تباہی و ہلاکت کا وقت قریب آپہنچا۔

﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾[29]

"بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔"

البتہ ان تمام رفاہتوں کے ساتھ اگر قوم کے اکثر افراد اللہ کے شکر گزار ہوں، اس کے بندوں کے ساتھ انصاف کرنے والے اور باہم حسن نیت اور خیر خواہی پر عامل ہوں تو بلاشبہ وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہیں اور ان ہی کو دنیا و آخرت کی کامرانیوں کی بشارت ہے۔

---

[28] قصص القرآن، ص۱۰۶

Qisas al-Qur'an, p. 106

[29] البروج ۸۵ : ۱۲

Al-Buruj 85:12